تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

ہفت روزہ **ندائے خلافت** لاہور

جلد نمبر4 شمارہ نمبر26 | 24 محرم الحرام تا1 صفر1416ھ 23تا30 جون 95ء | خبرنامہ شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان | قیمت فی شمارہ : ایک روپیہ

سودی کاروبار کرنے والے سرمایہ دار حرام خور ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد

کراچی کاالگ صوبہ نہ بنایا گیاتو حالات پر قابو پانا ممکن نہیں ہو گا۔ ملک کی سلامتی کے لئے نئے صوبوں کاقیام ناگزیر ہے۔

سودی قرضوں کی وجہ سے ملک کی معیشت عالمی مالیاتی اداروں کے قبضے میں جاچکی ہے کراچی کی بگڑی ہوئی صورت حال حکومت کی نااہلی کاواضح ثبوت ہے

جس طرح تمام انبیاءؑ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامع الصفات پیغمبر ہیں ویسے ہی صحابہ میں حضرت علیؓ جامع الصفات شخصیت اور حضورؐ کی سیرت کاعکس کامل ہیں

جس طرح رسولوں کے مابین باہمی فضیلت میں فرق ہے ویسے ہی صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت میں بھی فضیلت کے اعتبار سے درجہ بندی موجود ہے۔ جیسے انبیاء میں سے کسی ایک کاانکار بھی کفر ہے' اسی طرح صحابہ کرامؓ کے مابین تفریق بھی درست نہیں ہے۔ حضرت علیؓ کی سیرت و شخصیت کے موضوع پر جامع مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹرا سرار احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس طرح حضورؐ کی شخصیت تمام انبیاء میں جامع الصفات ہونے کے اعتبار سے منفرد ہے اسی طرح تمام صحابہ میں حضرت علیؓ کی شخصیت جامع الصفات ہونے کے حوالے سے حضورؐ کا عکس کامل تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضورؐ کے قوسب ترین اور اولین ساتھیوں میں سے ہیں جب کہ حصرت علی مرتضیٰؓ کو تربیت نبویؐ کے "شاہکار" کی حیثیت حاصل ہے۔ حضورؐ کے صحابہ میں خلافت کی ترتیب ہی معیار فضیلت ہے اس حوالے سے حضرت علی چوتھے نمبر پر اور حضرت ابوبکر پہلے نمبر پر آتے ہیں۔

حضورؐ نے حضرت علیؓ کو "مثیل عیسیٰ" قرار دیا۔ حضرت عیسیٰ کو عیسائیوں نے محبت میں حد سے بڑھ کر خدا کا بیٹا قرار دیا جب کہ یہود نے دشمنی میں انہیں جادوگر اور مرتد کہہ کر واجب القتل قرار دیا۔ یہی معاملہ حضرت علیؓ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ حضرت علیؓ کی محبت میں حد سے بڑھنے والوں نے آپؓ کو مرتبہ الوہیت کا حامل قرار دے دیا اور دوسری جانب حضرت علیؓ سے دشمنی اور بغض رکھنے والوں نے انہیں کافر قرار دے دیا۔ سبائیوں اور خارجیوں کے یہ دونوں گروہ گمراہی کا شکار ہو گئے۔ حضرت علیؓ سے محبت میں حد اعتدال سے تجاوز کامظاہرہ "یا علی مدد" کے مشرکانہ نعروں اور "علی مشکل کشا" کی فریادوں سے ہاسانی کیا جا سکتا ہے حالانکہ اللہ کی ذات کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔

قومی بجٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ مجموعی قومی آمدنی کا ۴۷ فیصد حصہ سود کی ادائیگی پر خرچ ہو جاتا ہے جب کہ قرضوں کی اصل رقوم کی واپسی نہ ہونے کے برابر ہے۔ سودی قرضوں کی وجہ سے پاکستان کی معیشت عالمی مالیاتی اداروں کی گرفت میں آچکی ہے۔ ملکی سرمایہ داروں سے قومی ترقی اور عوامی فلاح وبہبود کے لئے لئے گئے قرضوں پر بھی حکومت بھاری سود ادا کرتی ہے۔ ایسے تمام سرمایہ دار جو سودی لین دین میں ملوث ہیں حرام خور ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا حکومت کا پیش کردہ بجٹ عالمی مالیاتی اداروں کی گرفت اور ہدایات سے بڑی حد تک آزاد نظر آتا ہے۔ حکومت کو حالیہ امریکی ڈانٹ ڈپٹ کی ایک وجہ ایسے مطالبات کو مکمل طور پر تسلیم نہ کرنا بھی ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹرا سرار احمد نے کہا امریکی حکومت کے ترجمان نے پہلی مرتبہ پاکستان پر سخت ترین تنقید کی ہے جس کا جواب پاکستان کے دفترخارجہ نے بھی دینا ضروری خیال کیا۔ حیرت کی بات ہے کہ پاکستان اور امریکہ دونوں کو افسوس بھی ہو رہا ہے اور حیرت بھی۔ انہوں نے کہا کراچی میں دہشت گردی اب بدترین صورت اختیار کر چکی ہے۔ اس مکروہ اور گھناؤنی دہشت گردی کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ کراچی میں دہشت گردی کے واقعات کو روکنے میں حکومت مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے جس سے حکومت کی نااہلی ثابت ہوتی ہے۔

الطاف حسین نے لندن سے اپنے بیان میں فوج اور دیگر ایجنسیوں پر دہشت گردی کا کارروائیوں کا جو الزام لگایا ہے وہ قرین قیاس نہیں ہے۔ پاکستان کی فوج اور دیگر ایجنسیوں کا کوئی فرد ایسی سفاک دہشت گردی میں ملوث نہیں ہو سکتا۔ اس دہشت گردی کے پیچھے بھارتی "را" کے ایجنٹ' اسرائیل کے موساد اور امریکی سی آئی اے کے کارندے ملوث ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کراچی کے حالات کی درستی کا واحد حل الگ صوبے کا قیام ہے۔ انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ اب بھی اگر کراچی کاالگ صوبہ نہ بنایا گیاتو خرابی بسیار کے بعد الگ صوبے کے قیام سے بھی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ پاکستان کی سلامتی کے تحفظ کے لئے نئے صوبوں کا قیام ناگزیر ہے۔ ہر نیا صوبہ ایک کروڑ آبادی پر مشتمل ہونا چاہئے۔ عمران کی بیوی حائقہ کے نام کے بارے میں ایک سوال کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں نے عمران کی نو مسلم بیوی کے نام کا ہرگز مذاق نہیں اڑایا تھا بلکہ درحقیقت اس کے نام کے مفہوم کو بیان کیا تھا جس کی بعد میں اہل علم حضرات نے بھی تصدیق کی۔ انہوں نے کہا ہماری تو دعا ہے کہ عمران اور اس کی بیوی دونوں خلوص کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کر سکیں اور یہود کے عزائم اور چالوں کو خود ان پر الٹا ڈال دیں۔

> انسانی شخصیت کے کئی پہلو ہیں مزاجی اعتبار سے' جن میں بعض تنہائی پسند اور دروں بیں اور فکری صلاحیتوں سے بہرہ مند ہوتے ہیں جب کہ دوسرے فعال و متحرک شخصیت کے حامل بھاگ دوڑ کرنے والے مرد میدان ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ واحد شخصیت ہیں جن میں فکری اور عملی دونوں صفات اپنے عروج اور درجہ کمال پر تھیں۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹرا سرار احمد نے حضرت علیؓ کی سیرت و شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ہے کہ رسولوں میں جامع الصفات شخصیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب کہ صحابہ کی مقدس جماعت میں یہ منصب حضرت علی مرتضیٰؓ کو حاصل ہے۔ صحابہؓ میں حضرت علیؓ تربیت نبوی کا شاہکار' آپؐ کی سیرت کا عکس کامل اور حضورؐ کی صفات کا مرقع تھے۔ ڈاکٹرا سرار احمد نے کہا فضیلت اور درجہ بندی کا معیار اپنی جگہ موجود ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے اولین ساتھی اور خورشید نبوت سے استفادہ کرنے والے اور آپؐ کے دست وبازو تھے جب کہ حضرت علیؓ کی شخصیت قوائے فکریہ اور عملیہ دونوں کا مجموعہ بھی ہے اور انہیں شاہکار رسالت کا مقام و مرتبہ بھی حاصل ہے اور مزاجی اعتبار سے حضرت علیؓ حضورؐ سے انتہائی "اقرب" تھے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

قارئین توجہ فرمائیں!

"ندائے خلافت" کی رسالے کی صورت میں باقاعدہ اشاعت گذشتہ تقریباً تین ماہ سے مسلسل تعطل کاشکار رہی ہے۔ اس کاسبب بھی قارئین پر بخوبی عیاں ہے 'مدیر "ندائے خلافت" کی شدید علالت جوبالآخران کے انتقال پر منتج ہوئی' اس تعطل کااصل سبب تھی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ، وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِی رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَسِیْرًا

تاہم اس دوران خبرنامہ "ندائے خلافت" کے ذریعے آپ حضرات سے مسلسل رابطہ رہا۔ بحمد اللہ یہ خبرنامہ پابندی کے ساتھ ہر ہفتے شائع ہوتا رہا۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کی دعوتی و تحریکی سرگرمیوں سے آپ کو آگاہی حاصل ہوتی رہی بلکہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹرا سرار احمد کے خطابات جمعہ کی تلخیص بھی آپ کی نگاہ سے گزرتی رہی۔

ان شاء اللّٰہ العزیز

ماہ جولائی سے 'ندائے خلافت کی پندرہ روزہ باقاعدہ اشاعت

کاازسرِنو آغاز کردیا جائے گا۔ اس سلسلے کاپہلا باقاعدہ شمارہ

بانی ومدیر ندائے خلافت' اقتدار احمد مرحوم

کے حوالے سے **ایک خصوصی نمبر** کے طور پر شائع ہو گا

جس میں مرحوم اقتدار احمد کے بارے میں امیر تنظیم اسلامی اور بعض دیگر اکابر تنظیم کے تاثرات کے علاوہ بعض معروف اہل قلم حضرات کے خیالات و تاثرات بھی شائع کئے جائیں گے۔ نیز ایک کثیر تعداد میں موصول ہونے والے تعزیتی خطوط میں سے چیدہ چیدہ خطوط کو بھی پرچے میں جگہ دی جائے گی۔

تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام چوک علامہ اقبال میں چار روزہ دعوتی کیمپ کے چند مناظر دائیں جانب ہجوم امیر تنظیم اسلامی کے خطاب کی ویڈیو کیسٹ دیکھ رہا ہے

ہفت روزہ
ندائے خلافت

اداریہ

گورنر پنجاب کی تقرری

جنرل (ریٹائرڈ) محمد حسین انصاری

21 مئی 1995 کو صوبہ پنجاب کے گورنر چوہدری الطاف حسین اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے تھے۔ شام سات بجے کے قریب انہیں تکلیف ہوئی اور سوا سات بجے تک وفات پا گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ ان کی وفات کے بعد 28 روز تک چیف جسٹس ہائی کورٹ جناب محمد الیاس قائم مقام گورنر کے فرائض انجام دیتے رہے اور اب لیفٹیننٹ جنرل راجہ محمد سروپ خان (ریٹائرڈ) کا صوبہ پنجاب کے گورنر کے منصب پر تقرر ہو چکا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں فرائض کی کامیاب ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم گورنر پنجاب کی تقرری کے مسئلے پر تحریر مکمل کر چکے تھے کہ نئے گورنر کی تقرری کا اعلان ہوا۔ بہرحال جن نکات پر ہم قارئین کی توجہ مرکوز کروانا چاہتے تھے وہ اب بھی قابل غور ہیں کیونکہ 28 روز تک گورنر کا تقرر نہ ہو پانا غیر معمولی واقعہ ہے۔ یوں تو صوبے کے انتظام وانصرام کی تمام تر ذمہ داری صوبائی حکومت کی ہوتی ہے اور وہ اس ضمن میں خود مختار ہے تاہم گورنر وفاقی حکومت کی علامت کے طور پر صدر مملکت کے نمائندے کی حیثیت سے بالائی نظم کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ گورنر کی نامزدگی وزیر اعظم کے مشورے سے صدر مملکت کی جانب سے ہوتی ہے۔ آخر کوئی وجہ تو ہوگی کہ اتنے دن فیصلہ نہ ہو پایا۔ گورنر کی تقرری کے مسئلے پر غور کرنے سے پہلے ہم قارئین کی توجہ ایک اہم پہلو کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ چوہدری الطاف حسین مرحوم کی اچانک وفات سے یہ حقیقت بڑی وضاحت سے عیاں ہوتی ہے کہ انسان کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو دراصل بے بس ہے۔ جسے اپنی جان ہی پر قدرت نہ ہو وہ کیونکر دعویٰ حتمی طور پر کر سکتا ہے۔ کاش ہر مسلمان بالعموم اور اصحاب اثر ورسوخ بالخصوص جاننے کے علاوہ اس حقیقت کو مان بھی لیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال کی جوابدہی بہت سخت ہے۔ جتنا بڑا رتبہ دنیوی زندگی میں عطا ہوا اتنی زیادہ جواب طلبی ہوگی۔ ہر بات ریکارڈ ہو رہی ہے تاکہ کوئی شخص فرد جرم سے انکار نہ کر سکے۔ عمل تو کجا' منہ سے لفظ نکلا نہیں کہ لکھ لیا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "دو کاتب انسان کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ریکارڈ کر رہے ہیں۔ کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لئے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو" (القرآن سورہ ق آیت 17'18) ذی ہوش انسان کے لئے اللہ رب العزت کی یہ تنبیہہ کتنی سخت ہے۔ (ترجمہ) "اے انسان کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا' تیری نوک پلک سنواری' تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا۔ نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ تم جزا وسزا کے عمل کو سچ نہیں سمجھتے' حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں' ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں"۔ (سورہ انفطار آیت 6-12)

اب آیئے گورنر کی تقرری کے مسئلے کی طرف۔ صوبہ پنجاب میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (جونیجو گروپ) کی مخلوط حکومت ہے۔ 28 روز تک گورنر کا تقرر نہ ہونے کی وجہ صرف یہ تھی کہ حکومت پنجاب کے فریقین کے مابین نامزدگی پر اتفاق رائے نہ تھا۔ اب تقرری کا فیصلہ بالاتفاق ہوا یا کیونکر یہ امر ہمارے زیر بحث نہیں۔ ہم تو فریقین کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ سیاست میں جہاں افہام وتفہیم ضروری ہے وہاں شراکت تو اس کے بغیر چل ہی نہیں سکتی۔ پی ڈی ایف کے اختلافات کے بارے میں روزانہ اخبارات میں جو شائع ہوتا رہتا ہے اس سے باشعور حلقوں میں تشویش پائی جاتی ہے۔ حکومت وقت جس قدر مستحکم ہوگی صوبے کے معاملات اتنی ہی خوش اسلوبی سے طے پا سکیں گے اور اس کے برعکس مخلوط حکومت اگر اختلافات کا شکار ہو تو بالآخر ناقابل تلافی نقصان ہو کر رہے گا۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں کسی بھی سطح پر شراکت کامیاب نہیں رہتی۔ ہر شراکت آغاز کے وقت خوش فہمی اور خوشنما وعدوں کے طومار میں سہانی تصویر پیش کرتی ہے مگر تھوڑے ہی عرصے میں وہ سہانا منظر مسلسل ذہنی کوفت' اعصابی تناؤ حتیٰ کہ مخاصمت میں تبدیل ہو کر نہ ختم ہونے والی مصیبت بن جاتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ نقصان دونوں فریق کا ہو کر رہے گا کوئی بھی اپنے موقف سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہوتا۔ عجیب اتفاق ہے کہ ہندوؤں اور انگریزوں میں شاید ہی کوئی شراکت ناکام ہوتی ہو جب کہ ہمارے ہاں شاید ہی کوئی شراکت کامیاب ہوتی ہو۔ بدگمانی اور بدعہدی شراکت کے عمل کے لئے زہر قاتل ہیں اور یہی دو عادتیں ہم میں عام ہیں حالانکہ ایمان دار کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ "اپنی امانتوں اور اپنے عہد وپیمان کا پاس رکھتے ہیں" (القرآن سورہ مومنون آیت 8)۔ بدگمانی اور ایک دوسرے کی ٹوہ لگانے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سختی سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہے (ترجمہ) "اے ایمان والو دور رہا کرو بکثرت بدگمانیوں سے۔ بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو"۔ (سورہ الحجرات آیت 12) ماشاء اللہ وطن عزیز میں وعظ ونصیحت کے دوران یہ باتیں عام سننے میں آتی ہیں' تقاریر وتحریرات میں پڑھنے کو ملتی ہیں' ان پر عمل بھی تو شروع ہو۔

سرکاری "میڈیا" ثقافت کے نام پر بے حیائی اور بداخلاقی پر مبنی پروگرام پیش کرنے میں پیش پیش ہے

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی

کیا پاکستان کی منصہ شہود پر جلوہ آرائی منصوبہ بندی کے بغیر ہوئی تھی؟ کیا یہ ایک نظریاتی مملکت ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو وہ نظریاتی مملکت کہاں ہے؟ کیا اس میں بسنے والے افراد کے پیش نظر زندگی گزارنے کا کوئی مقصد بھی ہے؟ جی ہاں! مقصد ہوا کرتا تھا۔ اب تو یہ سب باتیں قصہ پارینہ ہو چکی ہیں۔ نہیں! نہیں! یہی تو وہ بنیادی باتیں ہیں جو کسی مملکت کے وجود اور ارتقاء کے لئے بنیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں ان امور کا تعلق ماضی سے نہیں بلکہ ہمیشہ حال اور مستقبل سے وابستہ رہتا ہے جب مملکت میں رہنے والے افراد کے نزدیک ان چیزوں کا تعلق صرف ماضی سے رہ جاتا ہے تو وہ مملکت پھر زیادہ عرصہ قائم نہیں رہتی۔ کیا کبھی کوئی عمارت بنیاد

فحاشی وعریانی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا کس کی ذمہ داری ہے

کے بغیر قائم رہ سکتی ہے؟۔

موجودہ حکومت کی سرپرستی میں پی ٹی این' ایس ٹی این' این ٹی ایم' سی این این اور ریڈیائی ادارے قوم کے نوخیز جوانوں اور بچیوں کو بڑے منظم طریقے سے بغیر کسی حجاب کے ایسے پروگراموں میں دکھا رہے ہیں جن کے نتائج کے تصور سے ہی ذی شعور اصحاب کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حکمران اس قدر ڈھٹائی سے "اپنے سپرد" کئے ہوئے پروگراموں کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں جس کا اندازہ آپ صرف اس مثال سے بخوبی کر سکتے ہیں کہ ملک کے کروڑوں روپوں کا زرمبادلہ اپنے سرکاری دورے میں ثقافتی پروگرام کے نام پر اڑا دیتے ہیں۔ اور ستم بالائے ستم اسلامی نظریاتی کونسل کے چیرمین بھی ثقافتی پروگرام کے "طائفہ" میں شامل ہو کر "خدمت اسلام" کی سرانجام دہی سے عہدہ برآ ہو رہے ہوتے ہیں۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ بصری وسمعی ریڈیائی اداروں میں فحاشی اور عریانی کے فروغ میں مسابقت اور دوڑ لگی ہوئی ہے اور یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس "کار خیر" میں کونسا ادارہ سبقت لے جاتا ہے۔

کاسابلانکا اور قاہرہ کانفرنس میں موجودہ حکومت کو دیئے ہوئے "ٹارگٹ" کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی کے اشتہارات میں ایسے مناظر دکھائے جاتے ہیں کہ ایک باغیرت باپ یا بھائی اپنی بچیوں اور ہمشیرگان کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ نہیں سکتا۔ ڈراموں کے مرکزی کردار صرف اور صرف عشق ومحبت پر مبنی جذبات کے اردگرد گھومتے نظر آتے ہیں۔ ہر روز پروگرام کے آغاز میں 3 منٹ کی تلاوت اور درمیان میں کبھی کبھی 10 - 15 منٹ پر مبنی دین کے نام پر پروگرام پیش کر کے کس خوبصورتی سے اسلام سے وابستگی کا اظہار کیا جاتا ہے اور سیدھے سادھے مسلمانوں پر اپنی اسلام پسندی کی دھاک بھی بٹھائی جاتی ہے۔ جدت پسندی کے نام پر بے عمل عالم کو پیش کر کے اسلام کی عالمگیریت کا خوب تصور اجاگر کیا جاتا ہے اور اسلام کی تبلیغ کا یہ کس قدر خوبصورت انداز ہے۔

98 فیصد فحش اور عریاں پروگرام پیش کر کے یہ دعویٰ کرنا کہ یہ ادارے اسلام کی تبلیغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں فریب نہیں تو اور کیا ہے؟ دینی سیاسی جماعتوں نے دین کو سیاست کے تابع کر کے اپنے کردار سے جو خطرناک تاثر قائم کیا اس کا نتیجہ اسی صورت میں نکلنا تھا۔ سیاستدانوں کو (چاہے وہ اقتدار میں ہوں یا اپوزیشن میں) اس سے کوئی غرض نہیں کہ معاشرے کی بنیادیں منہدم ہو رہی ہیں اور اس کا کیا مداوا کیا جائے۔ معاشرے کو دوبارہ کس طرح راہ راست پر گامزن کیا جائے۔

نوبت بایں جا رسید کہ اب تو ایسے افراد کو چن چن کر پروگرام دیئے جاتے ہیں جو اخلاق حمیدہ سے عاری ہوں اور ڈھٹائی سے "ذہنی تھکاوٹ" دور کرنے کا علاج صرف اور صرف بیہودہ گوئی سے کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہوں۔ دیدہ دلیری کے نام پر غنڈہ گردی کو' نام نہاد ثقافت کے نام پر فحاشی اور عریانی کو' ہیومن رائٹس کے نام پر مرد وزن کے بے حجابانہ ملاپ کو' ظرافت کے نام بھانڈپن کو' مہنگائی سے دوچار قوم کو "قہقہوں" کے ناپائیدار جملوں سے بہلایا جا رہا ہے۔

اب تو دینی قائدین نے "دو بڑی برائیوں" کے نام پر حکمرانوں کے کرتوتوں پر آمنا وصدقنا کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اس ہولناک صورت احوال کو خدا کے سپرد کر کے خواب غفلت کی چادر اوڑھ لی ہے۔ اگر حاکموں کو اپنے بیرونی دوروں سے' صدر صاحب کو ہتک عزت کے دعوؤں اور پارٹی کے مسائل سے' صوبوں کے حکمرانوں کو "لوٹوں" کے پھسل جانے والے خوف سے' اسمبلی ممبران کو ہارس ٹریڈنگ سے' اپوزیشن کو اپنے خلاف قائم ہونے والے مقدمات سے' مشترکہ اقتدار کے پلڑے میں پھنسے ہوئے صاحب اقتدار حضرات کو ممبران کی ناز برداریوں سے' بیوروکریسی کو اپنی ریشہ دوانی سے اور دینی سیاسی رہنماؤں کو دنیاوی جاہ وجلال کی طلب سے فرصت ملے تو کبھی وہ اس امر پر بھی غور کر لیں کہ کم از کم ایک پاکستانی مسلمان ہونے کے ناطے بین الاقوامی پیش وپس منظر میں ان کی (اور ہم سب کی) ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہیں؟

بعض اوقات یوں محسوس ہوتا ہے کہ خاص طور پر دینی (سیاسی) جماعتیں یا تو اپنی سادگی اور بھولے پن سے یا عیاری اور چالبازی کی بنا پر اسلام دشمن ایجنسیوں کے مقاصد کی تکمیل "فی سبیل اللہ" کر رہی ہیں۔

کاش دینی جماعتوں کے قائدین "ملی یکجہتی کونسل" کے قیام کے پس منظر اور حکومت کی جانب سے نادیدہ حرکت کرتی ہوئی ڈوروں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے معاشرے میں پائی جانے والی برائیوں کے تدارک کے بارے میں بھی سوچیں' غور وفکر کریں' اجلاس بلائیں۔

یہ اسلامی ریاست ہے!

وفاقی وزیر خزانہ مخدوم شہاب الدین نے قومی بجٹ پیش کرتے ہوئے فرمایا "ہم نے عام آدمی کی کمر نہ توڑنے والا بجٹ پیش کیا ہے"...؟ کاش وہ یہ کہہ سکتے کہ ہم نے "خواص" کی کمر توڑنے والا بجٹ پیش کیا ہے مگر "خواص" کی کمر تو کبھی نہیں ٹوٹتی ...... غریب کی کمر ٹوٹے نہ ٹوٹے اس کے لئے جینا مشکل ہو گیا ہے .... آپ نے کبھی سوچا کہ ہمارے ملک کی ماں کا مسئلہ کیا ہے؟ وہ پہلے ہزاروں منتوں اور مرادوں سے بیٹا مانگتی ہے۔ بیٹا پیدا ہوتا ہے' تو اسے محبت سے پالتی ہے' اپنا پیٹ کاٹ کر اس کو تعلیم دلواتی ہے .... تاکہ وہ کماؤ پوت بنے' ماں باپ کا سہارا بنے' بہنوں کی ڈولیاں اٹھائے مگر ..... ڈگری حاصل کرنے کے بعد بہت سے بیٹے ڈگری اٹھا کر جھولی پھیلانے والی ماں کے منہ پر دے مارتے ہیں اور کہتے ہیں جا کسی سیاسی پارٹی میں شامل ہو جا اور ہمارے لئے سفارش لا کہ تیری دعائیں ہمیں میرٹ لسٹ میں شامل نہیں کر سکتیں۔ ایک ناخواندہ ایم پی اے' یا ایم این اے ہمارا رازق بن سکتا ہے تو وہ بے چاری خدا کے آگے ماتھا ٹیکتے ٹیکتے بندوں کے آگے ماتھا ٹیکنے کے لئے گھر سے نکل کھڑی ہوتی ہے' ..... پاکستان کے ہر گھر کے اندر ماں بیٹے کی نوکری کی عرضی اٹھائے کھڑی ہے ..... یہ ماؤں کے منگتے لال' ہر طرف سے ٹھکرائے ہوئے لوگ ہیں۔ ان کے اوپر ان کے گھر والوں کی کفالت کا بوجھ ہے۔ ضروریات زندگی کی مانگ نے ان کو اجیرن کر رکھا ہے۔ ہر سال بجلی' پٹرول' گیس اور اشیائے خوردنی مہنگی ہو جاتی ہیں اور حکومت کے ایوانوں میں بیٹھنے والے انسانیت (عوام) کی فلاح وبہبود کی بجائے پارٹی اور کرسی کے لئے جنگ کرنے والوں کے الاؤنسز' تنخواہوں' موٹروں اور بنگلوں کے نام پر اپنی مراعات بڑھا لیتے ہیں ..... ان "خواص" کی عیاشیوں کا بوجھ عوام اٹھاتے ہیں...... یہ اسلامی ریاست ہے؟ اس میں غریب عوام کو چند ابتدائی سہولیات بھی میسر نہیں بلکہ ان کے استعمال کی ہر شے پر حکمرانوں نے بھاری ٹیکس عائد کر رکھے ہیں' بجلی' سوئی گیس' پانی' پٹرول' گھی' صابن' آٹا گویا ہر چیز مہنگی کر دی گئی جب کہ غریب کا خون (اجرت) مزید سستا ہو گیا ہے؟

تیرا ملک کیسا ہے اے خدا' یاں نہیں نصیب جلوں کی جا
کہیں حکم ہے کہ اثر نہ ہو کہیں حکم ہے کہ فغاں نہ ہو
(عوام کی فریاد)

خلافت کے احیاء کا خیال ہی روشن دماغوں کو فرسودہ محسوس ہوتا ہے لیکن کیا دنیا کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے مسلمان "یو۔ این۔ او" جیسے کسی ادارے کی بھی تشکیل نہیں کر سکتے۔ وہ کسی ایسی وحدت سے منسلک ہو جائیں تو "ایک خدا' ایک رسول' ایک کتاب" کی بنیاد پر وہ بنیان مرصوص بن سکتے ہیں۔ یو۔ این۔ او کی برجوں والی فصیل سے کہیں زیادہ مضبوط۔ اگر ایسا ہو جائے...... اور کتنا فرحت بخش وحیات آفریں ہے یہ خیال کہ ایسا ہونا ممکن تو ہے.....

پاکستان میں اصل قوت واقتدار فوج کے ہاتھ میں ہے

اور

اس کے مستقل نائب ومددگار اور وزیر ومشیر کی حیثیت سول سروس (بیوروکریسی) کو حاصل ہے البتہ گاہے گاہے فوجی حکمران وقتی مصالح کے تحت اور بالخصوص عوام کے تیور بدلتے دیکھ کر عارضی طور پر زمینداروں اور وڈیروں کو بھی اقتدار واختیار میں کسی قدر حصہ دار بنا لیتے ہیں اور اس طرح "بحالی جمہوریت" کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔

اقتباس از (استحکام پاکستان اور مسئلہ سندھ) مصنف: ڈاکٹر اسرار احمد

امریکہ کا ترقی یافتہ سماج جرائم کی آماجگاہ بن چکا ہے

اسلام کی عادلانہ سزاؤں سے معاشرہ جرائم سے تقریباً پاک ہو جاتا ہے

مرزا ندیم بیگ

اسلام انسانیت کے لئے وہ نظام حیات پیش کرتا ہے جو انسانیت کے انفرادی معاملات سے لے کر اجتماعی معاملات تک محیط ہے۔ اسلام کے کامل نظام حیات میں فرد اور معاشرہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کیونکہ صحیح معاشرہ ہی صالح افراد کو جنم دے سکتا ہے لہٰذا اسلام نہ ہی فرد کو مادرپدر آزاد چھوڑتا ہے اور نہ معاشرے کو نظر انداز کرتا ہے جب کہ اسلام کے برعکس دوسرے نظام ہائے زندگی نہ تو فرد کی اصلاح کر سکے اور نہ ہی کسی اچھے معاشرے کی تشکیل کے قابل ہو سکے۔ اس کی اصل وجہ انسان ساختہ نظام زندگی ہے جو انسان کو مذہب اور شریعت کی پابندیوں سے آزاد کر کے انسانیت کے مسائل محض اپنی عقل وخرد سے حل کرنا چاہتا ہے جو "ایں خیال است ومحال است جنوں" کا مصداق ہے۔

اسلام معاشرے کی اصلاح کے لئے جرائم کے تمام راستوں پر بند باندھتا ہے اور ایسی سزائیں تجویز کرتا ہے کہ جن کے تصور سے جسم میں جھرجھری سی آجاتی ہے لیکن تجربے نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام کی عادلانہ سزاؤں کی وجہ سے معاشرہ تقریباً جرائم سے پاک ہو جاتا ہے اور آج کون اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار کر سکتا ہے کہ سعودی عرب میں کامل اسلام نہیں بلکہ چند تعزیرات اسلامی کے نفاذ کی وجہ سے جرائم کی شرح دنیا میں سب سے کم ہے حالانکہ ان سزاؤں کے نفاذ سے پہلے سعودی عرب میں تمام جرائم اپنی شدت کے ساتھ موجود تھے۔ جن کہ اس کے برعکس امریکہ کا "ترقی یافتہ" معاشرہ آج جرائم کی سب سے بڑی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ناجائز بچوں کی پیدائش' زنا کی وارداتیں' زدوکوب کرنا' اسقاط حمل کروانا' خودکشی کرنا اور قتل وغارت جیسے ہولناک اور سفاک جرائم آج امریکی معاشرے کی پہچان بن چکے ہیں۔ امریکی جریدے "Time" (ٹائم) کی جنوری ۹۵ء کی سروے رپورٹ جس کے مطابق امریکہ میں دو سیکنڈ بعد ایک مجرمانہ حملہ ہوتا ہے' ہر سولہ سیکنڈ بعد ایک متشددانہ حملہ' ہر تین سیکنڈ بعد جائیداد کے متعلق جرم' ہر اڑتالیس سیکنڈ بعد چوری کی واردات' ہر پانچ منٹ بعد ایک عصمت دری کی واردات' ہر گیارہ سیکنڈ کے بعد ایک نقب زنی کی واردات' ہر اکیس سیکنڈ میں ایک قتل اور ہر بیس سیکنڈ کے بعد ایک گاڑی چوری کی واردات ہوتی ہے اور یہ تمام حالت اس ملک کی ہے جو ہمارے حکمرانوں کا قبلہ ہے اور ہمارے حکمران وہی تہذیب وتمدن ہمارے اوپر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

دیار مغرب ہوس میں غلطاں
شراب ارزاں شباب عریاں
جسے بھی دیکھو غریق عصیاں
ہم ایسی تہذیب کا کیا کریں گے

مغرب کی اسلام دشمن پراپیگنڈہ مہم نے اسلام کی ان بابرکت اور موثر سزاؤں کو وحشیانہ اور ظالمانہ قرار دیا جب کہ حقیقت اس کے الٹ ہے اور تقلید مغرب میں غرق ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں نے بھی اپنی آواز کو مغربی جھوٹ کے شور میں شامل کیا جس کی مثال "محترمہ" کا وہ بیان جس میں انہوں نے اسلام کی عادلانہ سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیا تھا۔

لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ کل تک جن کو وحشیانہ سزائیں قرار دیا جا رہا تھا آج وفاقی وزیر داخلہ ان کے نفاذ کی باتیں کر رہے ہیں ان کا یہ بیان چند دن پہلے اخبارات میں چھپا کہ منشیات فروشوں اور دہشت گردوں کے لئے سعودی طرز کی سزا کا عمل شروع کریں گے۔ اسلامی سزاؤں کو سعودی طرز کی سزائیں قرار دے کر مغرب زدہ طبقہ بنیاد پرستی کے امریکی فتویٰ سے تو بچ جائے گا لیکن کب تک کتمان حق کا مرتکب ہوتا رہے گا۔ آخر کب تک.........

کتاب سادہ رہے گی کب تک کبھی تو آغاز باب ہو گا
جنہوں نے بستی اجاڑ ڈالی کبھی تو ان کا حساب ہو گا
سکوت صحرا میں بسنے والو ذرا رتوں کا مزاج سمجھو
جو آج کا دن سکوں سے گذرا تو کل کا موسم خراب ہو گا

کراچی کا مسئلہ گولی اور گالی سے حل نہیں ہو سکتا

تحریر: نجیب صدیقی

ایک خبر ہے جو وائس آف امریکہ کے ذریعہ اخبار کی زینت بنی ہے کہ کچھ انتہا پسندوں نے "مہاجر حقوق اتحاد" کے نام سے ایک گروپ بنا لیا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ ایک مہاجر کے قتل پر قصاص کے طور پر دس پولیس والے قتل کئے جائیں گے۔ خانہ جنگی کی طرف جانے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ مرکزی حکومت اور سندھ کی انتظامیہ کسی بھی افہام وتفہیم پر راضی نہیں ہے۔ وزیراعظم کی طرف سے کھل کر اعلان جنگ کیا جا چکا ہے۔ جواب بھی ویسا ہی رد عمل سامنے آیا ہے۔ حکومت نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے۔ ملک میں ایسے عناصر معدوم ہوتے جا رہے ہیں جو حالات کی سنگینی پر آگے آتے اور دونوں کے درمیان دیوار بنتے۔ انہیں قائل کر کے مذاکرات کی میز پر بٹھاتے۔ اقتدار کا نشہ مذاکرات کی میز پر جانے نہیں دیتا۔ اگر حالات اسی طرح چلتے رہے تو تباہی کے آنے میں اب زیادہ دیر نظر نہیں آتی۔ ملک میں صرف ایک طبقہ موجود ہے جو دونوں کو مذاکرات کی میز پر لا سکتی ہے اور کسی مثبت فیصلہ تک پہنچا سکتی ہے۔ صرف ریفری ہی نہیں بن سکتی ہے بلکہ دونوں کے درمیان عدل وتوازن بھی قائم کر سکتی ہے۔ اور وہ ہے "فوج کی طاقت" وہ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ ایک فیصلہ کن قوت بن کر دونوں کے درمیان عدل کرے اور ملک کو خانہ جنگی سے بچا لے۔

ملک کے صدر نے اپنا وہ وعدہ ایفا نہیں کیا کہ وہ اپنی سیاسی پارٹی سے استعفیٰ دے کر ایک غیر جانب دارانہ رول ادا کریں گے۔ وہ ہنوز اپنی پارٹی کے اسیر ہیں اور اسی کے اشارے پر چل رہے ہیں اس کا واضح ثبوت ان کا طرز عمل اور وہ آرڈیننس ہیں جو وقتاً فوقتاً جاری ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے پاس تو وہ ہتھیار ہے جس سے ملک میں بڑھتے ہوئے انتشار پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ملک کے عوام' جس کے وہ امین ہیں انتظامیہ کی دست برد سے بچایا جا سکتا ہے۔ وہ خوف دور کیا جا سکتا ہے جو آج کراچی پر مسلط ہے صدر محترم کی طرف سے اس خوف میں اضافہ تو ہوا ہے تا حال اس کا ازالہ نہیں ہوا ہے۔ ایسی صورت میں انہیں ملک کا غیر جانبدار صدر کہتے ہوئے سوچنا پڑتا ہے۔

کراچی میں ہزاروں نوجوان زندگی سے ہاتھ دھو چکے ہیں اور قبرستان آباد کر چکے ہیں۔ کیا اس کی ذمہ داری صدر مملکت پر نہیں؟ حضرت عمرؓ کے قصے بیان کئے جاتے ہیں کہ فرات کے کنارے اگر کوئی کتا بھی بھوکا مر جائے تو عمرؓ سے اس بارے میں سوال ہو گا۔

کیا کراچی کے انسانوں کی قیمت اس کتے سے بھی کم ہے جس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ صدر مملکت اگر اللہ کے حضور جوابدہی کے قائل ہیں اور دنیا سے جانے کا یقین ہے تو پھر عدل وانصاف میں کون سی چیز مانع ہے۔

کوئی بھی مسئلہ گولی اور گالی سے حل نہیں ہو سکتا۔ شاید کراچی والوں کے مقدر میں یہ دونوں چیزیں لکھ دی گئی ہیں۔

باب الاسلام

صوبہ سندھ کا معاملہ ملک کے دیگر صوبوں سے علیحدہ اور منفرد نوعیت کا حامل بھی ہے اور نازک اور پیچیدہ بھی اور پاکستان کے مستقبل کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر اہم اور فیصلہ کن بھی! میرے خیال میں پاکستان کی قسمت کا فیصلہ سرزمین سندھ میں ہو گا بلکہ خود اہل سندھ کی سعادت وشقاوت کا آخری فیصلہ بھی ہو جائے گا کہ آیا برعظیم پاک وہند کا یہ اولین "باب الاسلام" جو پہلی صدی ہجری کے اواخر میں صنم خانہ ہند میں توحید ربانی اور حریت واخوت ومساوات انسانی کے انقلاب آفرین پیغام کا مدخل (باب) بنا تھا' اب اسلام کا مخرج بلکہ مدفن بنتا ہے؟

اس میں ہرگز کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اس وقت صوبہ سندھ کا عروس البلاد کراچی مایوس کن منظر پیش کر رہا ہے۔ میرا احساس ہے کہ بالکل ایسے جیسے سقوط مشرقی پاکستان کے حادثہ فاجعہ کے بعد اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ "ہم نے دو قومی نظریے کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے!" اسی طرح اگر پاکستان کا کوئی دشمن اور بدخواہ ان واقعات کو جو عروس البلاد کراچی میں عرصہ سے پیش آرہے ہیں' نظریہ پاکستان کے تابوت کی "آخری کیل" سے تعبیر کرے تو خاکم بدہن اسے اس کا پورا حق حاصل ہو گا۔

وہ لوگ ایک لسانی قومیت کی شکل میں سامنے آئے جو

"ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی"

پر عمل پیرا ہو کر محض اسلام کے نام پر ہندوستان کے کونے کونے سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے۔ جنہوں نے رنگ ونسل' اور تہذیب وثقافت کے جملہ امتیازات کو نظرانداز کر کے اس ملک کا رخ کیا جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا۔ غور کا مقام یہ ہے کہ اگر یہ لوگ بھی حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر یا کسی ردعمل کا شکار ہو کر یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان کے جداگانہ تشخص کو تسلیم کر کے انہیں پانچویں قومیت کا درجہ دے دیا جائے تو کیا نظریہ پاکستان کی نفی کی اس سے بھی زیادہ افسوسناک اور مایوس کن صورت ممکن ہے؟

اقتباس از (استحکام پاکستان اور مسئلہ سندھ)
ڈاکٹر اسرار احمد

بقیہ راولپنڈی

ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ مسلمان بے عمل ہوتے گئے جس کی بنا پر ایمان کی عظیم طاقت کمزور پڑتی چلی گئی اور جہاد تقریباً ختم ہو کر رہ گیا۔ اس پر ستم یہ کہ آج سے پچاس برس قبل ایک عظیم اسلامی مملکت قائم کر کے اس کے نظریئے کا حلیہ بگاڑ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے نہ صرف عہد شکنی کی بلکہ اس کے خلاف بغاوت اور اعلان جنگ کیا یعنی سود' فحاشی وعریانی' رشوت اور کئی دوسرے منکر دھڑلے کے ساتھ جاری رکھے۔ انہوں نے کہا کہ اب بھی موقع ہے کہ مسلمان ہوش میں آجائیں اور ماضی کا بھولا ہوا سبق یاد کر لیں تو منزل پا سکتے ہیں یعنی۔

کبھی بھولی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو

کے مصداق آج بھی قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو سکتی ہے اور بقول علامہ اقبال آج بھی یہ صورتحال ممکن ہے کہ۔

فضائے بدر پیدا کر کہ فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

مرتب: ریاض حسین
نائب ناظم حلقہ شمالی پنجاب

کیا حکومت کراچی کے شہریوں کو پولیس اور رینجرز کے "حوالے" کر کے بدامنی ختم کرنا چاہتی ہے؟

محمد سمیع کراچی

ایک مشہور مقولہ ہے کہ انسان ایک معاشرتی حیوان ہے اور معاشرہ مجموعہ ہوتا ہے مختلف رنگ' مختلف نسل اور مختلف زبانوں کے بولنے والے انسانوں کا جن کے خیالات' نظریات اور عقائد میں ہم آہنگی تقریباً ناممکن ہے۔ اسی ہم آہنگی کا نہ ہونا ان کے درمیان جھگڑوں کا باعث بنتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان جھگڑوں کو کون نمٹائے؟ کون عدل وقسط کو یقینی بنائے اور کون لوگوں کے حقوق اور ان کی جان' ان کے اموال اور ان کی عزت وآبرو کا تحفظ کریں۔ اس کے لئے ہر دور میں انسان نے اپنے اندر ہی سے کچھ لوگوں کو چنا ہے جو یہ فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ کبھی قبائلی معاشرہ ہوتا تھا تو قبائلی سردار ہوا کرتے تھے اور آج بھی جہاں قبائلی معاشرہ قائم ہے وہاں سرداری نظام چل رہا ہے۔ آج انسانی آبادی میں اضافے اور تہذیبی وتمدنی ارتقاء کے نتیجے میں دنیا کی مختلف ریاستوں اور ملکوں میں حکومتیں قائم ہیں جن کا اولین فرض رعایا کی جان' مال عزت وآبرو کا تحفظ ہے۔ اگر کوئی حکومت اپنے اس اولین فریضہ کو ادا کرنے میں ناکام رہتی ہے تو اسے حکومت میں رہنے کا کوئی حق نہیں رہتا۔ لیکن اقتدار کون آسانی سے چھوڑتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج دنیا کے بیشتر ممالک "ظهر الفساد فی البر والبحر" کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ اب دوسری طرف آیئے۔ حکومت کو اپنے فریضے کی ادائیگی کے لئے کچھ اعوان وانصار درکار ہوتے ہیں۔ بیرونی دشمنوں کی جارحیت سے نبٹنے کے لئے اگر فوج کی ضرورت ہوتی ہے تو اندرونی خلفشار پر قابو پانے کے لئے پولیس فورس کی جب کہ ان دونوں کی معاونت کے لئے مختلف ایجنسیاں ہوتی ہیں۔ فوج کی اولین ذمہ داری تو ملکی سرحدوں کی حفاظت ہے لیکن اگر کسی موقع پر شہری انتظامیہ اندرونی خلفشار پر قابو پانے میں ناکام ہو جاتی ہے تو فوج کو امن وامان کے قیام کے لئے طلب کر لیا جاتا ہے۔ فوج کے فریضہ کا یہ وہ جز ہے جس کی بناء پر بدقسمتی سے چند طالع آزما جرنلوں نے ہمارے ملک کی جمہوری سیاست کی بساط الٹ کر مارشل لاء قائم کئے جس کے تحت نے پہلے ملک کو دولخت اور مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بن جانے پر مجبور کیا اور اب صوبہ سندھ خصوصاً کراچی کی صورتحال پیرپگاڑا صاحب کے الفاظ میں "خطرے کی گھنٹی" بجا رہی ہے۔

اسی طرح محکمہ پولیس والوں کی بدقسمتی کہیے یا ان کی خوش قسمتی کہ انہیں جرائم کے سد باب کے لئے کم استعمال کیا گیا اور حکومتوں کا آلہ کار زیادہ بنایا گیا اور سیاسی مخالفین کو کچلنے میں زیادہ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اور جب انہیں حکومتیں بدنیتی کے ساتھ غیر متعلق مقاصد کے لئے استعمال کرنے لگیں تو اس محکمہ میں بدعنوانی کا جڑ پکڑنا کوئی حیران کن بات نہیں۔ لہٰذا آج لفظ پولیس

> **بدعنوان انتظامیہ کو قانون کے ذریعے مطلق بدعنوان بنایا جارہا ہے۔**

ہی بہت بڑی گالی بن کر رہ گیا ہے۔ جب کراچی کی صورتحال سول انتظامیہ کے کنٹرول سے باہر ہو گئی تو صوبہ سندھ کی حکومت نے فوج کو طلب کیا۔ لیکن فوج کو آپریشن کے دوران سزا دینے کے اختیارات نہیں دیے گئے۔ لہٰذا فوج کا کام ملزموں کو گرفتار کر کے پولیس کے حوالے کر دینا رہ گیا اور پولیس والوں کی چاندی ہو گئی۔ کوئی چاہے کتنا ہی بے قصور ہو جب پولیس کے ہتھے چڑھ جاتا ہے تو اپنے کو "دہشت گرد" قرار دیے جانے سے بچنے کے لئے پولیس سے کم مکا کرنا پڑتا ہے اور رشوت کا ریٹ جو پہلے ہزار' پانچ سو روپے ہوتا تھا وہ دس ہزار سے شروع ہو کر آسامی کی حیثیت کے مطابق پچاس ہزار روپے تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر بات صرف رشوت تک ہی نہ رہی بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر کہا یہ جانے لگا کہ صرف پولیس ہی نہیں بلکہ مختلف ایجنسیاں بھی کراچی میں قتل وغارت میں اضافہ کا ذریعہ بن گئی ہیں۔

اب تو کراچی میں آپریشن در آپریشن کے دوران جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اخبارات میں چھپنے والی خبروں کے ساتھ ساتھ ان تصاویر سے بھی عیاں ہیں جس میں حکومتی ایجنسیوں کو شہریوں پر زیادتی کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔

اب سب باتوں نے حکومت کی ساکھ (Credibility) کو مشکوک بنا کر اسے معاملہ کا ایک فریق بنا دیا ہے۔ ایسے میں ضرورت اس بات کی تھی کہ ایجنسیوں پر لگائے گئے الزامات کی تحقیق کے لئے عدلیہ کے ان ریٹائرڈ ججوں پر مشتمل کمیشن کا قیام عمل میں لایا جاتا جن کی دیانت وامانت مسلم ہو اور جو غیر جانبداری سے اپنے فرائض انجام دے سکتے ہوں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو حکومت اپنی غیر جانبداری ثابت کر سکتی تھی لیکن اس کے برعکس اب فاروق احمد لغاری نے جو ملک کے صدر ہیں حکومتی پارٹی کے نہیں' ایک ایسا آرڈیننس جاری کیا ہے جس کے مطابق پولیس کے ذریعہ حاصل کردہ ملزموں کے اقبالی بیانات پر عدالتیں فیصلے صادر کر سکیں گی۔

ان حالات میں کسی کے لئے یہ باور کرنا کہ حکومت کراچی میں گڑبڑ پھیلانے میں ملوث نہیں ناممکن ہو گیا ہے۔ کیا کراچی کے شہریوں کو پولیس اور رینجرز کے رحم وکرم پر چھوڑ کر حکومت بدامنی ختم کرنا چاہتی ہے؟ کوئی معمولی سے معمولی ذہن رکھنے والا فرد بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

پتہ:

تحریکِ خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

مدیر: اقتدار احمد

نائب مدیر: نعیم اختر عدنان

ترتیب و تزئین: شیخ رحیم الدین

رابطہ آفس: A-67 گڑھی شاہو لاہور

فون: 6305110 - 6316638

رجسٹرڈ ایل نمبر ــــــ 9184

شمارہ ــــــ 26

جلد ــــــ 4

مقام اشاعت: K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

مطبع مکتبہ جدید پریس لاہور

تنظیم اسلامی راولپنڈی کی دعوتی سرگرمیاں

سانحہ چرار شریف کے حوالے سے پورے ملک میں مظاہرے منعقد ہوئے۔ مظاہروں کے ضمن میں حکومت کی طرف سے مکمل آزادی تھی بلکہ بعض کی خود حکومت نے سرپرستی کی۔ ان حالات کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا کہ مورخہ 20 مئی کو ایک مظاہرہ منعقد کیا جائے۔ مظاہرے کے روٹ کے حوالے سے یہ بات بھی زیرِ غور آئی کہ اس دفعہ کہیں بھی مظاہرہ کرنے پر پابندی نہیں ہے اور رفقاء کی دیرینہ خواہش کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس دفعہ اسلام آباد میں مظاہرہ کیا جائے۔ چنانچہ مظاہرے کی تیاریاں شروع کر دی گئیں۔ خصوصی بینرز بنوائے گئے۔ نی بورڈز تیار کروائے گئے۔ جن پر پروگرام کی بھرپور تیاری کی گئی۔ بینرز اور نی۔ بورڈ کے علاوہ پمفلٹس چھپوائے گئے۔ پریس سے رابطہ کیا گیا اور مختلف اخبارات میں مظاہرے کی خبر شائع کرائی چنانچہ میلوڈی مارکیٹ اسلام آباد ہوٹل کے عقب میں انجمن خدام القرآن کا دفتر واقع ہے۔ مظاہرے کا روٹ میلوڈی مارکیٹ سے آبپارہ تک طے کیا گیا۔ تمام رفقاء مظاہرے والے دن شام پونے پانچ بجے انجمن کے دفتر پہنچ گئے۔ پروگرام کا آغاز قریب ہی ایک مسجد سے بعد نماز عصر ہوا۔

نماز کے بعد نائب ناظم مظاہرہ نے خصوصی ہدایات دیں۔ دعا کے بعد اپنی منزل کی طرف روانگی ہوئی۔ سپیکر پر عائد پابندی میں نرمی سے رکھتے ہوئے آبپارہ چوک میں پہنچ گئے۔ جہاں پر ناظم حلقہ جناب شمس الحق اعوان صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا۔ جلد ہی لوگ جمع ہو گئے۔ اسلام آباد پولیس اور دوسرے لوگوں کے لئے ایسا منظم مظاہرہ پہلی دفعہ دیکھنے میں آیا۔ جس کی بہت تعریف کی گئی۔ تمام سامعین نے خطاب کو بڑی توجہ سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ چرار شریف کا واقعہ ہو' بابری مسجد کی شہادت یا مسلمانوں کے خلاف کوئی دوسری عالمی سازش' اس کی بنیادی وجہ صرف ایک ہی ہے اور وہ اسلام سے مسلمانوں کی دوری ہے۔ تمام مسلمان اسلام پسند تو ضرور ہیں لیکن عملی طور پر ان کا رویہ اس کے متضاد ہے۔ جہاد کو کچھ تو قادیانیوں

سانحہ چرار شریف کے حوالے سے حلقہ شمالی پنجاب کے رفقاء نے اسلام آباد میں ایک مظاہرہ کیا' رائے عامہ جس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی

چرار شریف کی بے حرمتی پر بھارتی درندگی کے خلاف تحریریں درج تھیں۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱) ہم سانحہ چرار شریف پر بھارتی درندگی کی پر زور مذمت کرتے ہیں۔
۲) مسلمانو' یہ واقعہ اللہ کے عذاب کی ایک شکل ہے۔
۳) پہلے اپنے ملک سے یہود وہنود کی ذہنی غلامی سے آزادی حاصل کرو۔
۴) کشمیر کی آزادی کا ایک ہی حل۔ یہود وہنود سے جلد آزادی
۵) مسلمانو! کیا کعبے پر حملے کا انتظار ہے۔ مسجد اقصیٰ کا انہدام دو چار دن کی بات ہے۔
٦) ہمارا جہاد پہلے اپنے نفس کے خلاف اور پھر منکرات اور باطل نظام کے خلاف ہے۔
۷) امدادی ایجنسیوں کا طواف کرنے والو! اللہ کے حضور توبہ کرو۔ اور اس سے مدد طلب کرو۔

ہمارے ایک سینئر ساتھی جناب بی ایس بخاری کو نائب ناظم مظاہرہ مقرر کیا گیا تھا۔

فائدہ اٹھاتے ہوئے راستے میں اناؤنسمنٹ کا بندوبست کیا گیا۔ مظاہرین بینرز اور نی بورڈز کے ساتھ سڑک کے بائیں طرف ایک قطار میں منظم انداز میں چل رہے تھے۔ سب سے آگے گاڑی پر اناؤنسمنٹ کی جا رہی تھی۔ اس کے بعد کچھ فاصلے پر ایک رفیق تنظیم تنظیم اسلامی کا جھنڈا لگائے ہوئے تھے۔ اب تک منعقد ہونے والے مظاہروں میں سے یہ سب سے بڑا مظاہرہ تھا۔ جس کی بنا پر اسلام آباد کے مکینوں کے سامنے تنظیم اسلامی نمایاں ہوئی۔ سڑک کے دونوں اطراف رفقاء پمفلٹس تقسیم کرتے رہے۔ مرکزی جامع لال مسجد اسلام آباد کے باہر کچھ دیر کے لئے مظاہرین رک گئے جہاں لوگوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ بعد ازاں دوبارہ روانگی ہوئی۔ راولپنڈی سے رفیق تنظیم بریگیڈیر ریٹائرڈ ارشاد اللہ خان نے پیرانہ سالی کے باوجود پورا سفر پیدل طے کیا۔ ان کے اس جذبے نے دوسرے شرکاء پر بہت گہرے اثرات مرتب کئے۔ آبپارہ پہنچ کر مارکیٹ کا ایک چکر لگایا گیا۔ جس کے ساتھ ہی تمام ساتھی اسی نظم کو برقرار

کے زہریلے پراپیگنڈے نے مسلمانوں کے ذہن سے محو کر دیا ہے۔ اور کچھ تازہ مغربی فکر رکھنے والے مفاد پرست نام نہاد مسلمانوں نے اس کے خلاف ایک مہم شروع کر رکھی ہے۔ عمل کے لئے واحد راستہ ہمارے پاس قرآن پاک ہے اور جہاد کے عمل کو ابھارنے کا اصل محرک قرآن ہی ہے۔ لیکن آج قرآن اس دنیا میں کمیت کے اعتبار سے تو بدرجہ اتم موجود ہے لیکن عمل کے اعتبار سے اس سے بھرپور صرف نظر ہے۔ جس کے باعث سوا ارب کی تعداد کے باوجود مسلمان دنیا میں "کمی کمین" کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا تنظیم اسلامی آپ کو ایک پیغام دیتی ہے کہ مذہب ومسلک کی تفریق سے بالاتر اور متحد ہو کر باطل نظام کے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ اپنی جان اور مال اس میں کھپا دیں۔ آسائشوں کی زندگی کی بجائے سادگی کی زندگی اپنائیں۔

انہوں نے کہا کہ وہ ہندو جس پر مسلمانوں نے کہیں آٹھ سو برس اور کہیں ہزار برس حکومت کی تھی آج ایشیا کا پولیس مین بنا ہوا

باقی صفحہ 3

حلقہ سندھ وبلوچستان ڈویژن میں دو روزہ دعوتی پروگرام کی روداد

۱۹ مئی کو چار رفقاء کا قافلہ دادو پہنچا۔ ہماری معاونت کے لئے حیدر آباد سے جناب علی اصغر عباسی بھی تشریف لے آئے۔ ڈاکٹر علی خان لغاری کی محنت وکاوش سے ۸ احباب تشریف لائے۔ اتنی ہی تعداد میں دادو شہر سے بھی احباب شریک پروگرام ہوئے۔ احباب کی اکثریت ڈاکٹری کے پیشے سے تعلق رکھتی تھی۔ عبدالرحمٰن ہنگورہ نے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں شمس العارفین نے سورہ العصر کی روشنی میں دینی ذمہ داریوں کو بیان کیا۔ احباب نے قرآنی دعوت انقلاب کو سمجھنے کے لئے کئی ایک سوالات کئے جن کے جوابات کے لئے ہنگورہ صاحب حاضر تھے۔

دادو شہر کے تبلیغی جماعت کے مرکز کی مسجد میں خطاب جمعہ کی ذمہ داری عبد الرحمٰن ہنگورہ نے ادا کی۔ انہوں نے "امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل" کے حوالے سے تقریر کی۔ قرآنی دعوت' نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا ہی ہمارا اصل کام ہے' کی وضاحت کی گئی۔ انہوں نے یاد دلایا کہ قرآن حکیم کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے امت فرقہ بندیوں میں تقسیم ہو گئی جب کہ منکرات کو روکنے کی ذمہ داری ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہم مصائب کا شکار ہیں' نماز جمعہ کے بعد سندھی زبان ہی میں تیار کردہ تعارفی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مسجد کے باہر کتابوں کا سٹال بھی موجود تھا۔ بعد ازاں ڈاکٹر علی خان لغاری نے پرتکلف ضیافت کا اہتمام کیا۔

عصر کی نماز محمدی مسجد' محلہ شاہانی میں ادا کی گئی۔ رفقاء کی دو جماعتیں رابطے کے لئے روانہ کی گئیں جن کی راہنمائی تبلیغی جماعت کے دو ساتھیوں نے کی۔ بعد نماز مغرب احمد صادق سومرو نے سورہ والعصر کا درس سندھی زبان میں دیا۔ درس کے بعد عبد الرحمٰن ہنگورہ نے تنظیم کا تعارف کرایا اور نجات کے چار کم سے کم لوازم بحوالہ سورہ والعصر بیان کئے۔ انہوں نے کہا "قیامت کے دن ہر شخص کا انفرادی محاسبہ ہو گا۔ عقل مند انسان وہی ہے جو آنے والے کل کے لئے ابھی سے تیاری کر لے"۔ مسجد کے امام صاحب نے کمال شفقت سے مشروب پلا کر ہماری تواضع کی۔

اگلے روز نماز فجر کے بعد راقم نے مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے ضمن میں احادیث کی روشنی میں گفتگو کی۔ بعد ازاں "شہید مظلوم" نامی کتابچے کا اجتماعی مطالعہ کیا گیا۔

گورنمنٹ کالج دادو کے اساتذہ کے سامنے "فرائض دینی کا جامع تصور" پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں ۲۵ اساتذہ نے شرکت کی۔ چائے کے بعد سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ "فرائض دینی کا جامع تصور" نامی کتابچہ حاضرین کو ہدیہ پیش کیا گیا۔ مسجد جیون شاہ میں نماز ظہر کے بعد سورہ کہف کے آخری رکوع کا درس ہوا جس میں ۱۹ افراد نے شرکت کی۔ رفقاء واحباب کو بتایا گیا کہ "اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سب سے زیادہ گھاٹے میں رہنے والوں میں شمار کیا ہے جن کی ساری بھاگ دوڑ محض دنیا کمانے کے لئے لگ رہی ہو جب کہ بندہ مومن کا کام تو اللہ کے دین کے غلبے اور سربلندی کی جدوجہد کرنا ہے۔ بعد ازاں عبد الرحمٰن ہنگورہ نے رفقاء سے تنظیمی امور پر بات چیت کی۔ ڈاکٹر علی خان لغاری کو اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی اجر سے نوازے جنہوں نے دو دن ہمارے ساتھ دین کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں بھرپور محنت کی۔ اس پروگرام کی کامیابی میں موصوف ہی کی کوششوں کو دخل حاصل ہے۔

مرتب: عبدالمقتدر

ڈیرہ اسماعیل خان میں دعوتی سرگرمیاں

چرار شریف کی درگاہ اور مسجد کی شہادت کے حوالے سے ایک دعوتی پروگرام مرتب کیا گیا جس میں احباب کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ احباب کو بتایا گیا کہ موجودہ احتجاجی جلسے وجلوس محض "رونا دھونا" اور سیاسی دکانداری کا کھیل ہے۔ کسی طبقے نے باطل نظام کے خاتمے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کبھی ہڑتال نہیں کی۔ پوری دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ جو "سلوک" ہو رہا ہے اس کی کچھ جھلکیاں پیش کی گئیں۔ مسلمانوں کی ذلت کی وجوہات پر غور وفکر کی بات بھی ہوئی۔ ہم نے اپنے رب پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا' قرآن کو نہ پڑھا نہ سمجھنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس نازک صورت حال سے نکلنے کے لئے تنظیم اسلامی کے انقلابی فکر اور نبوی طریق کار کی وضاحت کی گئی اور امیر تنظیم کی کتب' کیسٹ اور تنظیمی جرائد میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کا تعارف پیش کیا گیا۔ اللہ کے فضل سے یہ پروگرام بہت مفید رہا۔

مرتب: محمد صادق بھٹی

◇◇◇◇◇◇◇

ڈاکٹر اسرار احمد جون کے اواخر میں حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کا دورہ کریں گے

لاہور (نامہ نگار) تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ 26' 27' 28 جون کو حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کا تین روزہ دعوتی وتنظیمی دورہ کریں گے۔ نائب امیر ڈاکٹر عبد الخالق اور ناظم اعلیٰ محترم عبد الرزاق بھی ان کے ہمراہ ہوں گے۔

امیر تنظیم اسلامی جولائی میں حلقہ سندھ وبلوچستان کے پانچ روزہ دعوتی دورہ پر جائیں گے

لاہور (نامہ نگار) ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی 5 تا 10 جولائی حلقہ سندھ وبلوچستان کا دعوتی وتنظیمی دورہ کریں گے۔